فضول خرچی

مولانا اسعد اعظمی ○

اللہ رب العالمین نے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے جو اسباب و وسائل عطا کیے ہیں، ان کے تعلق سے اسی نے یہ ہدایت بھی دی ہے کہ ان کے استعمال میں افراط وتفریط سے پرہیز کیا جائے۔ اسی افراط کو فضول خرچی یا اسراف وتبذیر کہا جاتا ہے اور تفریط کو بخل یا تقتیر کا نام دیا جاتا ہے۔ اسراف وتقتیر یہ دونوں مذموم حدیں ہیں، انھیں چھوڑ کر انسان کو میانہ روی، اعتدال اور توازن کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان ۲۵:۶۷) جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بُخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

درحقیقت فضول خرچی، اللہ کی ناشکری اور نعمت کی ناقدری ہے، کیوں کہ اپنے مال و اسباب کو اِدھر اُدھر بے دردی کے ساتھ اُڑانے والا انسان، اللہ کی مرضی کو فراموش کرکے اپنے نفس امارہ کا غلام بنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○ (بنی اسرائیل ۱۷: ۲۶-۲۷) فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیطان جس طرح رب کا ناشکرا ہے، اسی طرح فضول خرچ انسان

○ استاذ جامعہ سلفیہ، بنارس

اپنے عمل سے کفرانِ نعمت کا ارتکاب کرتا ہے اور رب کے غیظ و غضب کا مستحق ٹھیرتا ہے۔

فضول خرچی کی مختلف شکلیں اور مظاہر ہیں۔ ایک غیر محتاط انسان مختلف طریقوں اور مختلف موقعوں پر اس بُری عادت اور مذموم عمل کو دُہراتا رہتا ہے، جن میں خاص طور سے کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، خوشی منانے اور مختلف مذہبی و سماجی تقریبات شامل ہیں۔ اکل و شرب کے تعلق سے قرآنی آیت بڑے واضح اور صریح الفاظ میں اہلِ ایمان کو مخاطب کرتی ہے:

وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (اعراف ۷:۳۱) اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

دیکھیے کس قدر مختصر اور دوٹوک انداز میں اسراف کی ممانعت کو اکل و شرب سے جوڑا گیا ہے۔

حضرت مقدام بن معدی کربؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''آدمی پیٹ سے زیادہ بُرے کسی برتن کو نہیں بھرتا۔ انسان کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھ سکیں۔ البتہ آدمی اگر بضد ہے تو ایک تہائی حصے میں کھانا کھائے، ایک تہائی حصے میں پانی پیے، اور ایک تہائی حصہ سانس لینے کے لیے باقی رکھے''۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

کھانے پینے میں اسراف اور بے احتیاطی کے جو دینی اور روحانی نقصانات ہیں وہ اپنی جگہ پر، ساتھ ہی اس کے متعدد جسمانی اور طبی نقصانات بھی ہیں۔ پھر جو سماجی بُرائیاں اس سے جنم لیتی ہیں وہ الگ ہیں۔ آج اکل و شرب میں اسراف ایک سماجی فیشن بن چکا ہے، جو گھن کی طرح معاشرے کو چاٹ رہا ہے۔ پانچ آدمی کو کھانے یا کھلانے کے لیے ۲۵ آدمیوں کا کھانا بنایا یا خریدا جاتا ہے اور انواع و اقسام اتنے کہ سب میں سے اگر صرف ایک ایک لقمہ بھی لیا جائے تو معدہ اس کی تاب نہ لاسکے۔ اس کے بعد بچا ہوا اکثر کھانا تتر بتر ہوجاتا ہے اور کوڑے دان کی نذر ہوتا ہے۔

● تقریبات: شادی بیاہ کے مواقع پر بھی اکثر لوگ اسراف و تبذیر کا خوب خوب مظاہرہ کرتے ہیں۔ فضول رسموں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہوتا ہے جس میں پانی کی طرح پیسہ بہایا جاتا ہے۔ ان لایعنی رسموں میں سے کسی ایک کو بھی ترک کرنا گویا جرم تصور کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ مالی اعتبار سے کمزور لوگ بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں رہتے۔ قرض لے کر اور بسا اوقات امداد لے کر ہی سہی

ایک ایک کر کے ان لوازمات کو فخر سے پورا کرتے ہیں۔ ہماری شریعت میں تو شادی اور نکاح کے عمل کو بہت آسان اور سادہ بنایا گیا تھا اور بے تکلفی اور سادگی سے شادی بیاہ کے مراسم انجام دینے کی ترغیب دی گئی تھی۔ آسانی اور سادگی سے انجام پانے والی شادی کو خیر و برکت والی شادی گردانا گیا تھا، مگر ان تمام ہدایات کو نظرانداز کر کے ہم نے دنیا بھر کے جھمیلے پال لیے اور اپنی بربادی کا گویا خود اپنے ہاتھوں انتظام کر لیا۔ شادی بیاہ کی رسموں کو فروغ اور بڑھاوا دینے میں عورتیں پیش پیش رہتی ہیں اور کسی بھی رسم کو چاہے وہ کتنی ہی غیر ضروری اور لایعنی کیوں نہ ہو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتیں۔

فضول خرچی کا ایک مظہر منگنی کی تقریبات بھی ہیں، جن کا زور روز بہ روز بڑھتا جا رہا ہے حتیٰ کہ بعض لوگ اس کا اس اسراف کے ساتھ اہتمام کرتے ہیں کہ اس میں خرچ ہونے والے سرمایے سے ایک درمیانہ نوعیت کی شادی کا انتظام ہوسکتا ہے۔

لباس و پوشاک میں بھی بسا اوقات انسان افراط و اسراف سے کام لیتا ہے۔ لباس کا اصل مقصد ستر پوشی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس سے زینت بھی حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَ رِیْشًا ط (اعراف ۷:۲۶) اے اولادِ آدمؑ! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمھارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمھارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو۔

● **لباس:** اکل و شرب کے لوازمات کی طرح اللہ جل شانہ نے انسان کو پہننے، اُوڑھنے کے سامان بھی مہیا کیے ہیں، البتہ طعام و شراب کی طرح یہاں بھی کفایت شعاری کی تعلیم ہے۔ چنانچہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت میں بسند حسن مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا فِیْ غَیْرِ اِسْرَافٍ وَلَا مَخِیْلَۃٍ (نسائی و ابن ماجہ) کھاؤ، صدقہ کرو اور لباس استعمال کرو، لیکن اسراف اور غرور و گھمنڈ نہیں ہونا چاہیے۔

لباس ہی تک معاملہ محدود نہیں ہے۔ انسان کو اپنی پوری زندگی میں تفاخر اور عیش پرستی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا تو انھیں نصیحت فرمائی:

اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ ، فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ (احمد) عیش وعشرت سے بچو، اللہ کے بندے عیش وعشرت والے نہیں ہوا کرتے۔

اب ہمیں اپنے آپ کو اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو دیکھنا چاہیے کہ کہیں ہم لباس و پوشاک کے معاملے میں مسرفانہ جاہ وجلال کے طلب گار تو نہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ دو تین واجبی جوڑوں کے بجاے درجن بھر یا اس سے بھی زائد کپڑوں سے ہماری الماریاں تنگ پڑتی ہیں اور هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی صورتِ حال سے بھی دوچار ہوتے ہیں، اتنے گراں اور بیش قیمت کپڑوں کے اَن گنت جوڑے کہ جن میں سے ایک کی قیمت سے کئی کئی انسانوں کی ستر پوشی کی ضرورت پوری ہوسکتی ہے۔ ہمارے پاس ایسے کپڑوں اور جوڑوں کی لائن تو نہیں لگی ہے۔

● **رہایش**: اسی طرح گھر اور مکان کی تعمیر اور ان کے لوازمات کی فراہمی میں بھی بعض لوگ پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہیں، رہایشی ضرورت سے کئی گنا بڑا مکان بنانا، بلاضرورت متعدد مکان تعمیر کرانا، ان کی آرایش وزیبایش، فرنیچر اور دیگر لوازمات پر بے دریغ خرچ کرنا، نگاہوں کو چکاچوند کرنے والی لائٹیں اور برقی قمقمے لگوانا وغیرہ وغیرہ، کیا یہ اسراف، عیش پرستی اور فخر وغرور میں داخل نہیں۔ گھر اور مکان تو بنیادی طور پر انسان کو سر چھپانے کے لیے، سردی گرمی سے حفاظت کے لیے اور مال واسباب کے تحفظ کے لیے ہوتا ہے۔ جس نوعیت کی تعمیر سے یہ مقاصد پورے ہوجائیں، اسی پر اکتفا کرنا چاہیے اور تکلف، تصنع یا شہرت اور نام ونمود کا قصد ہرگز نہ ہونا چاہیے، کیوں کہ ہم جیسے انسانوں کی ایک بڑی تعداد اس سرزمین پر ایسی بھی بستی ہے جس کے پاس چند گز زمین یا معمولی ترین جھونپڑا بھی اپنا اور اپنے بال بچوں کا سر چھپانے کے لیے میسر نہیں۔

● **پانی**: پانی کے مسرفانہ استعمال کو شاید لوگ فضول خرچی نہیں تصور کرتے کیوں کہ عموماً پانی مفت میں دستیاب ہوتا ہے، حالاں کہ پانی اللہ کی عظیم نعمت ہے۔ اور مخلوقات کی زندگی کا دارومدار اسی پانی پر ہے جیسا کہ خالق دوعالم نے فرمایا:

وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط (الانبیاء۲۱:۳۰) اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

لیکن ہم نے اتنا پانی برباد کیا اور کر رہے ہیں کہ آج جگہ جگہ پانی کے مسائل کھڑے

ہو رہے ہیں، ہینڈ پمپ، کنویں، تالاب اور ندیاں سُوکھ رہی ہیں۔ زیرزمین پانی کی سطح روز بہ روز نیچی ہوتی جارہی ہے، زمین سے پانی نکالنے والی مشینیں اور موٹریں فیل ہوتی دکھائی دے رہی ہیں، لیکن پھر بھی ہم محتاط ہوتے نہیں نظر آتے۔

موبائل کا بے جا استعمال بھی اسراف وتبذیر کی حدیں پار کر رہا ہے۔ مہنگے سے مہنگا موبائل خریدنا، ہر کچھ دن کے بعد نئے ماڈل کی تلاش میں اسے بدلتے رہنا، کئی کئی موبائل بیک وقت رکھنا، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں سب کے ہاتھوں میں ایک سے اعلیٰ ایک موبائل اور اس کے بجا اور بے جا استعمال سب کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ پھر اپنے وقت کا قیمتی حصہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر ضائع کرنا، اس پر اپنی کمائی کا اچھا خاصا پیسہ صرف کرنا اور اپنے مال کے ساتھ اپنا وقت اور صحت سب برباد کرنا کیا اسراف میں داخل نہیں ہوگا۔

● دولت: یہ بات کسی پر مخفی نہ ہوگی کہ دنیا کے اکثر حصوں میں عوام کی اکثریت غربت اور فاقہ کشی کا شکار ہے۔ غذا، علاج، بنیادی تعلیم اور ڈھیر سارے مسائل اس کے سامنے ہیں، جن کے لیے وہ پائی پائی کو ترستی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں ایک اعشاریہ ۲۹ ربلین افراد غریب ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے ادارے کی ۲۰۰۰ء کی رپورٹ کے مطابق دنیا کی تمام دولت کا ۴۰ فی صد حصہ صرف ایک فی صد امیرترین لوگوں کے قبضہ میں ہے اور دنیا کے ۱۰ فی صد امیر افراد ۸۵ فی صد دولت پر قابض ہیں۔ دنیا کی نصف آبادی دنیا کے ۹۹ فی صد دولت کی مالک ہے، جب کہ دنیا کی بقیہ نصف آبادی صرف ایک فی صد دولت پر گزارا کرنے پر مجبور ہے۔

دولت کی یہ غیر منصفانہ تقسیم معاشرے پر کیا بُرا اثر چھوڑتی ہوگی، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ ایک طرف اربوں اور کھربوں میں کھیلنے والوں کے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ اور اسراف وتبذیر والی زندگی ہے تو دوسری طرف پائی پائی کو ترسنے والے نان شبینہ کے محتاج عوام ہیں۔

ہمارے دین نے ہمیشہ مال داروں اور آسودہ حال لوگوں کو کمزوروں اور غریبوں پر خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے اس سے آگے بڑھ کر ایثار وقربانی کے جذبے کو فروغ دیا ہے۔ مال و دولت کی کمائی اور خرچ دونوں کے تعلق سے اس کی ذمہ داری طے کی ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن جن چار یا پانچ سوالوں کا جواب دیے بغیر کوئی بندہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکے گا۔

ان میں ایک سوال مال کے تعلق سے ہوگا کہ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ اَنْفَقَهُ (ترمذی) ''یعنی مال کمایا کہاں سے اور خرچ کہاں کیا؟ آمد و خرچ دونوں کا حساب دینا ضروری ہوگا''۔

ایک حدیث میں مال کو ضائع کرنے سے روکتے ہوئے فرمایا گیا: وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّوَالِ، وَ اِضَاعَةَ الْمَالِ (مسلم) یعنی ''اللہ تعالیٰ یاوہ گوئی، زیادہ سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرماتا ہے''۔

ایک سلیم الفطرت مسلمان کو چاہیے کہ اللہ کے عطا کردہ مال و دولت کو احتیاط اور کفایت شعاری سے خرچ کرے، کھانے پینے، اوڑھنے، رہنے سہنے اور دیگر تمام شعبہ ہائے زندگی میں اعتدال و میانہ روی کا مظاہرہ کرے، بے جا رسومات اور غیر ضروری تکلفات میں پڑ کر خود کو اور اپنے سماج کو تباہی کے راستے پر نہ لے جائے۔ اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اس میں غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کا حق تسلیم کرے اور ان تک برضا و رغبت اسے پہنچائے۔ یہ ایک دینی فریضہ بھی ہے اور انسانی و اخلاقی ذمہ داری بھی۔ اگر ایسا نہ کیا گیا اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو پا کر فسق و فجور اور اسراف و تبذیر کے راستے پر چلنے لگے، تو سابقہ قوموں اور سرمایہ داروں کا انجام سامنے رکھنا ہوگا۔

> وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ٥ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۶) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوش حال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں کھلی نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، تب عذاب کا فیصلہ اُس بستی پر چسپاں ہوجاتا ہے اور اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

اللہ رب العالمین ہمیں ہر طرح کے بُرے انجام سے بچائے، اپنی نعمتوں کی حفاظت کرنے اور ان کی قدر کرنے کی توفیق بخشے، اسراف و تبذیر جیسے شیطانی عمل سے بچا کر انفاق و ایثار کے راستے پر چلا دے، آمین!